www.KitaboSunnat.com

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں
پہلی قسط

از حافظ ثناء اللہ مدنی لاہور

تقابلِ ادیان

تورات، زبور، انجیل، قرآنِ مجید

بلاشبہ تورات، زبور، انجیل اور قرآنِ مجید چاروں الہامی و آسمانی کتابیں ہیں۔ خالقِ کائنات نے انہیں مختلف عہود میں اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبروں، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت عیسیٰؑ اور امام الانبیا حضرت محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بالترتیب نازل فرمائیں۔ ان کی آمد کا اوّلین مقصد بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود، رشد و ہدایت اور مالک الملک سے تعلق کی استواری، دین اور دنیا میں طریقِ حق اور راہِ نجات کی راہنمائی۔ ان پر عامل کیلئے دنیوی و اُخروی نعمتوں کی فراوانی کی بشارتیں اور اس کے برعکس پر سخت عذابِ الٰہی کی وعید تھا۔ اسی حیثیت سے ان پر یقین و اعتقاد رکھنا ہر ذی روح بشر پر واجب ہے۔ اگر کوئی شخص جملہ کتب میں سے کسی ایک کا بھی انکاری ہے یا اس کے مُنزّل من اللہ ہونے میں اس کو تردد لاحق ہے تو بلاشبہ وہ کافر ہے۔ روزِ محشر اس کی نجات ناممکن اور محال ہے۔

مشہور حدیث مسمیٰ حدیثِ جبریلؑ میں ایمان بالرسل والکتب کو ایمانیات کا ایک اہم جز قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی بہت سارے صحیفے اور کتابیں مختلف اوقات میں دیگر نبیوں اور رسولوں پر اترے اور ان کی تصدیق کرنا اور برحق سمجھنا فی الجملہ واجب ہے چونکہ وہ اس وقت ہمارے موضوعِ بحث سے خارج ہیں اس لیے اُن سے صرفِ نظر کرتا ہوا، اس فرصت میں مذکورہ بالا کتبِ اربعہ پر توجہ مرکوز کرتا ہوں۔

واضح ہو کہ یہودی لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماسوا دیگر دونوں نبیوں کی نبوت کے انکاری ہیں۔ اور عیسائی قوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآنِ مجید کو الہامی کتاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیم کرنے سے باغی ہے۔ لہٰذا دونوں گروہ مذکور حکم کی زد میں ہیں جبکہ قرآن حکیم میں تصریح موجود ہے کہ آپؐ کا پیغام عام اور آپؐ کی رسالت تمام اہلِ زمین کی طرف ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اعراف ۱۵۸) یعنی (اے محمدؐ) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ دوسری جگہ فرمایا "وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا" (۳۴/۲۸) اے محمدؐ ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ یہ وہ عظیم بشارت ہے کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل کسی بھی نبی کے حصہ میں نہ آسکی بلکہ جملہ انبیاء کرام سے وعدہ لیا گیا تھا۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (تم) اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ لطف یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے روئے زمین پر دیگر اقوام کی نسبت صرف امتِ مسلمہ ہی کو یہ اعزاز و اکرام بخشا ہے کہ اس نے ہر نبی کی عزت و توقیر کو پورے خلوص اور صمیمِ قلب سے فرضِ اولین سمجھا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مناقب ومحاسن مقابلتاً بیان کرنے سے منع فرمایا ہے، جس سے کسی نبی کی توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہو فرمایا لَا تُخَیِّرُوْنِیْ بَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ۔ اس مسلمہ امر کے باوجود کہ آپؐ کا رتبہ و مقام جملہ کائنات سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

اس بناء پر آج کے دور میں اگر کسی کو سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے امتیوں کے صحیح واقعات و حوادث تک رہنمائی و رسائی مقصود ہو تو اس کا واحد ذریعہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں جو کتاب و سنت کی صورت میں ہمارے ہاں محفوظ ہیں

اسناد کی اہمیت

پھر تدوینِ حدیث و تحفظ تاریخ کے سلسلہ میں مسلمانوں کی گرانقدر خدمات رہتی دنیا تک روزِ روشن کی طرح عیاں رہیں گی۔ دراصل مسلمانوں کی عظمت و ترقی و عروج کا راز صرف اس بات میں مضمر تھا کہ خالقِ کون نے ان کو سند جیسی نعمت سے بہرہ ور اور اس کی افادیت سے نوازا تھا یہ وہ شئی ہے جس بناء پر مسلمان جملہ اقوام عالم میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ بمقدمہ "صحیح مسلم" میں مشہور محدث عبداللہ ابن المبارکؒ کا قول ہے: اَلْاِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔ یعنی سند مومن کا ہتھیار ہے۔ سند کو پرکھنے کی خاطر محدثینِ عظام کی کاوشیں بے حد قابلِ قدر ہیں۔ انھوں نے تراجم و رجال کے موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں لاکھوں راویوں کے حالات مدون ہیں جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرامت سے کم نہیں پھر تعجب خیز بات یہ ہے کہ قدماء کو اسانید الحدیث اور متون الحدیث سب از بر تھے۔ بعض محدث تو اس زمانے میں کتابتِ حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ کتابوں کی وجہ سے لوگوں کے حافظے میں کمی پیدا ہو جائے۔ یعنی کتابوں پر اعتماد کر کے حفظ کرنا ترک کر دیں۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ بسا اوقات ان کے حافظے اور کتاب میں بھی تعارض پیدا ہو جاتا تھا جس پر ان کو کہنا پڑتا: فلاں بات کتاب میں یوں ہے اور میرے حافظے میں اس طرح، اس کی مثال سنن ابوداؤد کی "کتاب الطہارت" میں موجود ہے "إن شئت ترابجها" علامہ صنعانیؒ نے "سبل السلام" کے اوائل میں صراحت کی ہے کہ امام احمدؒ کو اتنی کتابیں زبانی یاد تھیں کہ انہیں بارہ ۱۲ اونٹ بمشکل اٹھا سکتے تھے۔

الغرض محدثین نے اپنی تصانیف میں ہر راوی کے بارے میں حتی المقدور وافر معلومات جمع کرنے کی سعی کا التزام کیا تاکہ مجموعی صورتِ حالات سے نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ یہ راوی کس درجہ کا ہے اسی اعتبار سے حدیث پر صحت وضعف کا حکم لگایا جاتا ہے۔

مزید آنکہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ متاخرین کو کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف کہنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ امام ابن الصلاحؒ نے "علوم الحدیث" کے شروع میں صراحت کی ہے کہ متاخرین کو یہ حق نہیں بلکہ ائمہ محدثین نے اپنی اپنی تصانیفِ معتبرہ میں جو تصریح کی ہے اسی پر اکتفاء کی جائے گی۔ البتہ امام نوویؒ اور ان کے ہم خیال اصحاب نے اس بات کی تردید کی ہے اسی بنا پر امام نوویؒ اور ان کے ہم خیال اصحاب جیسے قطان، ضیاء مقدسی، حافظ منذری اور دمیاطی وغیرہ نے احادیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگایا ہے۔

استاذی المکرم محدث روپڑیؒ فرماتے ہیں: "لیکن اس مقام پر تھوڑی سی تفصیل ہے وہ یہ کہ جس حدیث کے متعلق ائمہ محدثین نے تصریح کر دی ہے اس میں متاخرین کو دخل نہیں ہو سکتا اور جس حدیث کے صحت وضعف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ہے اس میں متاخرین کو اصولِ حدیث کے تحت ترجیح کا حق حاصل ہے اور اگر کسی حدیث کے متعلق ائمہ محدثین سے کوئی حکم نہیں ملا تو وہاں متاخرین کو اصولِ حدیث کے تحت تصحیح و تضعیف کا پورا حق حاصل ہے۔"

(مظہر النکات شرح المشکوٰۃ قلمی)

راقم الحروف یہ کہتا ہے کہ ائمہ محدثین کی شروطِ معتبرہ کے تحت اگر آج بھی کوئی محدث احادیث کی اسانید کی تحقیق کرتا ہے تو اس میں آخر کیا حرج ہے بشرطیکہ اس میں ابتداع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے اتباع کا پہلو ملحوظِ خاطر ہو، آج کے دور میں شیخنا المکرم علّامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ محدث العصر کی مؤلفات میں ایسی امثلہ موجود ہیں ان میں سے ایک مثال "حدیث التعجین" ہے (ملاحظہ ہو ارواء الغلیل - کتاب الصلوٰۃ) جبکہ محقق العصر علامہ عبید اللہ مبارکپوری حفظہ اللہ کی مایہ ناز "شرح مرعاۃ المفاتیح" میں بھی اس کی جھلک موجود ہے۔

نیز علامہ ملّا علی قاریؒ "مرقاۃ" مذکورہ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ ایسے ہی ہے جیسے بعض نے متأخر زمانہ میں اجتہاد کی اجازت نہیں دی۔ تاکہ نااہل لوگ کتاب وسنت کو کھیل نہ بنالیں۔

لیکن مصنف "مرقاۃ" کا یہ قول محلِ نظر ہے کیونکہ حدیث پر صحت ضعف کی بحث روایات کی قبیل سے ہے جو تاریخ کا حصہ ہے بخلاف اجتہاد کے کہ یہ درایت کی قسم ہے۔

اسی شیٔ کے پیشِ نظر ابو المورخین امام طبریؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تاریخ میں ہر واقعہ مع اس کی سند کے بیان کیا ہے۔ اور اسانید کی تحقیق کو قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ امام طبریؒ کا مشہور قول ہے: مَنْ أَسْنَدَ لَكَ فَقَدْ بَرِئَ یعنی جو کسی شیٔ کی سند ذکر کر دیتا ہے وہ بری الذمہ ہے۔ افسوس صد افسوس، آج کے پُرفتن دور میں بعض لوگوں نے حدیث کی چھان بین کے سلسلے میں اس کی اسنادی حیثیت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف اپنے ذوق ہی کو اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ وہ لوگ سخت غلطی اور توہمات میں مبتلا ہیں اسی بے راہروی کا نتیجہ ہے کہ ان حضرات کے ہاں بسا اوقات موضوع ومن گھڑت روایات بھی صحت کا درجہ حاصل کرلیتی ہیں۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

المختصر واقعات وحوادث کی اسنادی حیثیت کو محفوظ رکھنا اہلِ اسلام کا عظیم کارنامہ ہے۔ جبکہ یہود ونصاریٰ کی بے بضاعتی اس سلسلہ میں اظہر من الشمس ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنی تواریخ کا ضبط تو کجا اپنی آسمانی کتابوں کو بھی اصل شکل وصورت میں محفوظ نہ رکھ سکے۔

ان لوگوں کے لیے اپنے صحیح واقعات تک پہنچنے کا اگر کوئی قابلِ اعتماد واسطہ باقی ہے تو وہ صرف مسلم مؤرخین کی گراں قدر خدمات ہیں۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ